دیش اور پختونستان کی آوازیں گونج رہی ہیں۔ یہ محرومیوں، حق تلفیوں، ناانصافیوں اور ستم رانیوں کا خمیازہ ہے۔ چند مقتدر آمروں اور ظالموں کے کیے دھرے کا بھگتان پوری قوم کو کرنا پڑ رہا ہے۔ پختون خواہ ملی عوامی پارٹی کے سربراہ محمود خان اچکزئی نے سچ کہا ہے:

’’میں نے وزیر اعظم سے کہا کہ ملک توڑنا ہے تو مل بیٹھ کر الگ ہو جاتے ہیں۔ بمباری کی کیا ضرورت ہے۔ فاٹا میں پرمٹ کے بغیر آٹا نہیں آسکتا۔ غیر ملکی کیسے آگئے؟ حکومت اختیار دے تو قبائلی انھیں خود نکال باہر کریں گے۔ بیرونی قوتوں سے مدد مانگی تو ملک باقی نہیں رہے گا۔ موجودہ بحران سے سچ بول کر نکلا جاسکتا ہے۔ اگر سب نے مل جل کر کوششیں نہ کیں تو سب کچھ تباہ ہو جائے گا۔ ہم نے کہا آزادانہ پالیسیاں بناؤ مگر سب جانتے ہیں کہ ہماری پالیسیاں کہاں بنتی ہیں۔ صوبوں کو اُن کے وسائل اور اختیارات نہ دیئے تو ملک ٹوٹ جائے گا۔‘‘ (نوائے وقت ۲۶ مئی ۲۰۰۹ء)

۱۹۷۰ء میں شیخ مجیب الرحمٰن نے بھی ایسی ہی فریاد کی تھی۔ لیکن آمروں نے سنی اَن سنی کر دی۔ نتیجتاً ہمارا مشرقی بازو ہم سے کٹ کر بنگلہ دیش بن گیا۔ آج کے حالات میں جو لوگ کبوتر کی طرح آنکھیں بند کر کے دشمن سے محفوظ ہونے کا خواب دیکھ رہے ہیں وہ خود اپنے اور اپنے ملک کے دشمن ہیں۔

وطن کی فکر کر ناداں، مصیبت آنے والی ہے
تری بربادیوں کے مشورے ہیں آسمانوں میں

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر کی رحلت (’’اب یادِ رفتگاں کی بھی ہمت نہیں رہی‘‘)

امام اہل سنت، شیخ الحدیث والتفسیر حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر بھی رحلت فرما گئے۔ اناللہ وانا الیہ راجعون۔ مجلس احرار اسلام پاکستان کے امیر حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ اُس روز لاہور میں تھے۔ اُن سے رابطہ کیا تو انھوں نے بتایا کہ وہ ان شاء اللہ نمازِ جنازہ میں ضرور شریک ہوں گے۔ ابھی چند روز پہلے گجرات سے واپسی پر امیر احرار، مولانا کی مزاج پرسی کے لیے اُن کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے اور آکر حضرت کی علالت کے حوالے سے تشویش کا اظہار فرمایا تھا۔

حضرت مولانا محمد سرفراز خان صفدر رحمۃ اللہ علیہ حقیقتاً سرمایۂ اہل سنت تھے۔ عالم باعمل، متبع سنت اور محبتِ نبوی سے روشن دل و دماغ رکھنے والے عظیم انسان تھے۔ قرآن وحدیث کو پڑھنا پڑھانا ہی اُن کی زندگی کا نصب العین تھا۔ انھوں نے اہل سنت والجماعت کی صحیح رہنمائی کی۔ دین کے خلاف اٹھنے والے تمام فتنوں کی سرکوبی کی، علمی و قلمی محاسبہ وتعاقب کیا اور مسلمانوں کو خطرات سے باخبر کیا۔ فتنۂ انکارِ حدیث، فتنۂ انکارِ سنت اور فتنۂ قادیانیت کا جس متانت، سنجیدگی اور خلوص وللّٰہیت کے ساتھ انھوں نے مقابلہ کیا اور اپنی زبان وقلم سے جس شائستگی اور دلائل سے اُن کا ردّ کیا وہ اُن کی نرالی علمی شان کا غماز ہے۔ ابھی اُن کے بھائی حضرت صوفی عبدالحمید سواتی رحمۃ اللہ علیہ کا غم باقی تھا کہ مولانا کے رخصت ہونے سے یہ غم تازہ اور گہرا ہو گیا۔

امیر احرار حضرت پیر جی سید عطاء المہیمن بخاری مدظلہ کی رفاقت میں ہی پہلی بار حضرت کی زیارت کا شرف حاصل ہوا تھا۔ اُن کو دیکھ کر ایمان کو جلا ملی تھی اور دل روشن ہو گیا تھا۔ وہ زندہ تھے تو چہرہ منور اور متبسم تھا۔ عقبیٰ کے سفر کو روانہ ہوئے تو لبوں پر گلابی تبسم تھا۔ حضرت پیر جی مدظلہ نمازِ جنازہ کے لیے گکھڑ پہنچے تو چند منٹ پہلے نماز ہو چکی تھی۔ اگلے روز دوبارہ گکھڑ حاضر ہو کر حضرت مولانا زاہد الراشدی مدظلہ اور تمام لواحقین سے تعزیتِ مسنونہ کی۔ مجلس احرار اسلام اور تحریک تحفظ ختم نبوت کے تمام رہنما اور کارکنان اظہارِ تعزیت کرتے ہیں۔ حق تعالیٰ اپنی شان کے مطابق کی مغفرت فرمائے اور درجات بلند فرما کر اعلیٰ علیین میں جگہ عطا فرمائے۔ تمام پسماندگان کو صبر سے نوازے، اُن کی اولاد کو ہر قسم کے شر اور حسد سے محفوظ رکھے اور اُن کی صحیح جانشینی کا حق ادا کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین)